

تکبر اور عجب

افادات امام ابو احمد محمد غزالیؒ

دل او اخلاق کے امراض میں تکبر اور عجب سب سے زیادہ مملک ہیں۔ کبار میں سب سے بڑے گناہ 'اخلاق میں بدترین اخلاق' اور بے شمار دوسرے بڑے گناہوں اور برے اخلاق کا سرچشمہ۔ ایلیس نے اپنے کو اللہ کے مقابلے میں بڑا اپنی رائے کو اس کے حکم کے مقابلے میں زیادہ صحیح اور اپنی ذات کو آدم کے مقابلے میں برتر 'اُسْتَكْبَرُ' اور اَنَا عِزٌّ مِّنْهُ' بس اسی کبر کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملعون و مردود اور بیاک و برباد ہو گیا۔ اللہ کی ہدایات کے مقابلے میں تکبر کرنے والے آسمان کے دروازوں اور جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے یہ اتنا ہی ناممکن ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا (الاعراف ۷: ۴۰)۔ ارشاد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر بھی کبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا (مسلم)۔ مزید فرمایا: تین چیزیں آدمی کو بالکل بلاک کر دیتے والی ہیں: دل کی تنگی جس کے تقاضے وہ پورے کرنے خواہش نفس جس کے پیچھے وہ چلے اور اپنے نفس کو بڑی چیز سمجھنا (بیہقی، طبرانی)۔

کبر کے مقابلے میں تواضع ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند کرتا ہے، مسلم، حضرت عائشہؓ نے کہا: تم افضل عبادت سے غافل ہو! وہ تواضع ہے۔ منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی: جو میری عظمت کے آگے ہستی اختیار کرنے اور میرے بندوں پر بڑا نہ بنے، اسی کی نماز میں قبول کرتا ہوں۔ فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا کہ تواضع کیا ہے فرمایا 'حق بات کے آگے جھک جانا' اگرچہ کسی جاہل یا لڑکے سے حضرت حسنؓ نے پوچھا 'تمہیں معلوم ہے کہ تواضع کیا ہے' پھر فرمایا: تواضع یہ ہے کہ جب آدمی گھرتے لنگے اور کوئی مسلمان راستے میں ملے تو اس کو سمجھے کہ یہ مجھ سے اچھا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس ایک روز چند اہل قریش اپنے اوپر فخر کرنے لگے۔ فرمایا: میرا حال پوچھتے ہو تو یہ ہے

کہ ناپاک پانی سے پیدا ہوا ہوں اور آخر کار بدبودار مردار بن جاتا ہے۔ پس اگر میزان میں پلہ بھاری رہا تو اچھا ہوں اور اگر ہلکا رہا تو برا ہوں۔

تکبر کا مرض بہت عام ہے۔ عام لوگوں اور دنیا داروں کا کیا ذکر عالم غیب و زاہد اور اصلاح و دعوت کے مدعی بھی کم ہی اس سے خالی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کی حقیقت کو جاننا اس سے خبردار رہنا اپنے دل اور اعمال پر نگاہ رکھنا اور انہیں کبر سے پاک کرنے میں لگے رہنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔

کبر اور عجب کی حقیقت

تکبر اور عجب درحقیقت دل کے روگ ہیں۔ تکبر کے جو ظاہری اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ باطنی امراض ہی کے ثمرات ہیں۔ اس لیے علاج کرنا ہو تو ان کو دل سے جڑ سے اکھاڑنے کی فکر کرنا چاہیے۔ عجب یا خود پسندی اور انایت یہ ہے کہ تم اپنے مقام و مرتبے کو بڑی چیز سمجھو اور اپنی رائے علم و عمل حسب و نسب یا قوت و مال پر ناز کرو۔ عجب سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ جب تم اپنے مرتبہ اور مقام کو دوسروں کے مقابلے میں بہتر و برتر بھی سمجھنے لگو اور اپنے کو دوسروں پر فائق دیکھ کر لذت اور راحت پاؤ تو یہ تکبر ہے۔

اندر کی ان بیماریوں سے جو اعمال ظاہر میں صادر ہوتے ہیں ان کا شمر ناممکن ہے۔ ان تمام اعمال کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دوسروں کو کم تر اور حقیر و ذلیل جانو، ان کی تحقیر و تذلیل کرو اور ان سے دور رہو۔ ان کے ساتھ اور ان کے برتنوں میں کھانا پینا عار سمجھو بلکہ اپنے برتن بھی انہیں استعمال نہ کرنے دو۔ وہ راستوں میں برابر چلیں، مجلسوں میں لوٹھی جگہ بیٹھیں، تو تمہیں تخت ناگوار ہو۔ تمہیں کوئی نصیحت کرے تو تمہیں پر سخت چوٹ لگے، ناک بھوں چھاؤ، تلخ و طعن آمیز جواب دو اور نصیحت کرنے والے کی تذلیل کرو۔ خود نصیحت کرو تو تمہیں مزاحی سے کرو، غلطی کرنے والے کو ٹوکو تو درشتی کے ساتھ، انتہا نہتہ نہتے والے پر نرمی نہ کرو۔ عوام کو ایسا سمجھو کہ وہ سب گدھے ہیں۔ صرف اپنی رائے کو حق سمجھو، اس کے غلط ہونے کا امکان بھی نہ دل میں آئے اور باقی سب کو باطل۔

کبر کی وجہ سے جنت کے دروازے اس لیے بند ہو جاتے ہیں کہ تمام اخلاق حسنة کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جب تک تمہارے دل میں عجب و کبر ہو گا تم اپنی آن اور انامی وجہ سے نہ تنگی کرو گے نہ یرانی سے بچ سکو گے نہ سچی بات قبول کر سکو گے نہ غصہ پینے پر قادر ہو گے نہ حسد ترک کر سکو گے نہ نصیحت و تحقیر سے بچ سکو گے نہ نصیحت پر کان دھرو گے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں: آدمی کے لیے صرف یہی گناہ کافی ہے کہ جب کوئی اس سے کہے کہ خدا سے ڈرو تو وہ جواب دے:

میاں اپنے کام سے کام رکھو اپنی فکر کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

علم و تقویٰ پر عجب و تکبر

عالم و زاہد کو اکثر اور جلد اپنے علم اور زہد و تقویٰ کا زعم ہو جاتا ہے، اور وہ بہت زیادہ تکبر میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ منتظر رہتا ہے کہ لوگ مجھے پہلے سلام کریں، مجھ سے جھک کر ملیں، مجھے وعظ و تقریر کے لیے بلائیں، میرے ہاتھ چومیں، مجھے مجلسوں میں اونچی جگہ بٹھائیں، مجھے تقریر کے لیے بہترین وقت دیں، تقریر کتنی ہی طویل کروں مجھے نہ ٹوئیں، میرا سامان اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں، میرے لیے عزت و اکرام کے الفاظ استعمال کریں۔ اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں، یا ان میں کسر رہ جائے، تو وہ سخت غضب ناک ہوتا ہے۔

اگر خود کسی کو پہلے سلام کر لیا، کسی کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، کسی کی دعوت قبول کر لی، تو اس کو اپنا کمال اور اس شخص پر اپنا احسان جانتا ہے، اور اس کے بدلے میں شکر گزار ہونا اس پر لازم سمجھتا ہے۔ اگر کسی سے اس کی خدمت میں کوتاہی ہو جائے تو برا مانتا ہے، گویا سب اس کے غلام ہیں۔ تعظیم کیا دیتا ہے، وعظ کیا کرتا ہے، عبادت کیا کرتا ہے، گویا خلق پر احسان کرتا ہے۔ لوگوں کے گمراہ ہو جانے یا جہنم عذاب ہو جانے کا اندیشہ اور فکر زیادہ کرتا رہتا ہے، ان کو ڈرانے اور دھمکانے میں بھی کمی نہیں کرتا، اپنے بارے میں خوف نہیں کرتا، بلکہ دل ہی دل میں دوسروں کی بہ نسبت اپنے لیے نجات کی توقع زیادہ رکھتا ہے۔ حالانکہ حقیقی علم سے خشوع اور تواضع میں اضافہ ہوتا ہے، اور زہد کا تقاضا یہ ہے کہ سب آدمیوں کو اپنے سے بہتر جانے۔

اگر کسی نے اس کی سبکی کی، برا بھلا کہا، اسے ایذا پہنچانی، تو اسے معاف کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر اتفاقاً ایذا پہنچانے والے پر کوئی رنج و مصیبت آجائے، تو اسے اپنی کرامت سمجھتا ہے کہ دیکھا، خدا نے ہمارا بدلہ لے لیا۔ یہ جاہل، بیوقوف، متکبر یہ نہیں دیکھتے کہ بتوں نے اللہ اور رسول کو گالیاں دیں، انبیاء کو مار بھی ڈالا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دی اور عذاب نہ دیا۔ بلکہ بعض ایمان لے آئے، انہیں نہ دنیا میں نقصان پہنچانہ آخرت میں۔

خلاصہ یہ کہ تمہیں یہ گمان ہو کہ میں کسی بھی بندے سے بہتر ہوں، تو تم نے اپنے سب عمل برباد کیے۔ اس گمان و یقین کا ایک درجہ یہ ہے کہ دل میں ہو، مگر کوشش کر کے حکیرانہ اعمال سے بچو۔ دو سرا درجہ یہ ہے کہ کبر کے افعال بھی کرو۔ مثلاً آگے آگے چلو، اپک کر صدر مقام پر بیٹھو، اور کوئی تمہاری خدمت و عزت میں کوتاہی کر دے، تو برا مانو، منہ پھیر لو، ترش رو ہو جاؤ، ماتھے پر شکن آ جائے۔ جو ایسا کرے، اس بیچارے کو خبر نہیں تقویٰ ماتھے میں نہیں کہ اس میں شکن ڈالے، نہ چہرے

میں کہ اسے ترش کرے 'نہ گردن میں کہ اسے جھکاوے' نہ دامن میں کہ اسے سمیٹ لے۔ تقویٰ تو دلوں میں ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کبر زبان سے ظاہر ہو۔ مثلاً عالم اپنے مخاطب سے کہے کہ میں علم رکھتا ہوں ' استادوں میں سے فلاں فلاں کو دیکھا ہے ' تم کون ہو اور تمہاری لیاقت ' حیثیت کیا ہے۔ تم نے حدیث و قرآن بھی پڑھا ہے؟ مناظرہ میں کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کو ہرادوں ' میں نہ ہاروں۔ حدیث کے الفاظ اور اسناد یاد کرتا ہے تاکہ ہمسروں پر رعب بیٹھے۔ کسی سے قرأت ' الفاظ ' اسناد میں غلطی ہو تو دل تن میں خوش ہو کہ مجھ کو غلطی بتانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کا موقع مل گیا۔ گرفت اس طرح کرنے کے سب کے سامنے دوسرے کی کم تری ظاہر ہو۔ کوئی صحیح بیان کرے ' بہتر وعظائے ' تو برا لگے کہ لوگ اس کو میری بہ نسبت بڑا نہ سمجھ لیں۔ بعض دفعہ دوسروں کے بہت سے عیوب بیان کر کے پھر اپنی تعریف کرے: فلاں شخص صبح کو سو رہتا ہے ' میں تو روز فجر اول وقت جماعت سے پڑھتا ہوں۔ کبھی کہے ' میں نے تو آج تک ایسا کبھی نہیں کیا ' گویا اپنی برتری بتائے۔ بعض دفعہ عبادت میں زیادتی اس خوف سے کرے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس کی نسبت فلاں شخص زیادہ عبادت گزار ہے۔

یہ سب اعمال اس کبر کے اعمال ہیں جو علم اور زہد و تقویٰ کے زعم سے پیدا ہوتا ہے۔ ان کا مقصد اپنی بڑائی (یعنی عجب) اور دوسروں کی تحقیر یعنی تکبر ہے۔

جب حسب و نسب اور طاقت و دولت کی وجہ سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو وہ بھی زبان پر آتا ہے ' عمل میں ظاہر ہوتا ہے۔ نسب والا کہتا ہے: میرا کیا مقام کہ میرے سامنے بولے ' تو ہم جیسوں سے بولتا ہے ' خیرا باپ کون ہے ' تجھے پتہ نہیں میں کس باپ کا بیٹا ہوں۔ دولت مند کہتا ہے: میری اصل کیا ہے ' تو بھک منگا ہے ' میں چاہوں تو تجھ جیسے دس خرید لوں ' اچھے اچھے میری خدمت کرتے ہیں۔

وضع اور عادات میں کبر

آدمی وضع اور عادات میں بھی تکبر کرتا ہے: جیسے منہ پھلانا ' تنکھیوں سے دیکھنا ' اکڑ کے بیٹھنا ' چال ڈھال میں اکڑ کر چلنا ' وغیرہ وغیرہ۔ بعض کی عادت ہوتی ہے کہ لوگ ہماری تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کریں۔ بعض اس وقت تک نہیں چلتے جب تک پیچھے پیچھے آدمی نہ چلیں۔ ایک عادت یہ ہے کہ کوئی پہلو میں بیٹھ جائے تو برا لگے ' سامنے بیٹھے تو مضائقہ نہیں۔ ایک عادت یہ ہے کہ بیماروں کے پاس نہ بیٹھے اور ان سے احتراز کرے۔ ایک عادت یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے گھر کا کوئی کام نہ کرے ' گھر کا سودا سلف اپنے ہاتھ میں اٹھا کر لانے میں عار محسوس کرے۔ کبھی لباس کی نفاست کبر کی وجہ سے ہوتی ہے ' کبھی ادنیٰ لباس کبر کے واسطے پہننا ہوتا ہے۔ بعض کھدر پہننے والے ریشم پہننے والوں کے مقابلے میں

تکبر ہوتے ہیں۔ مرنی ”کہتے تھے: کیزے مادشاہوں کے سے پہنو مگر دلوں کو خوف خدا سے نرم رکھو۔

تکبر اور عجب کا علاج

دل سے تکبر کی جڑ اکھاڑنے کے لیے ایک علاج علمی ہے یعنی تم اپنے نفس کو اور اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانو۔ تمہیں یقین ہو کہ تمہارا نفس تمام ذیلیوں سے ذلیل تر اور سب کم مایہ چیزوں سے زیادہ بے مایہ ہے اور حسب نسب اور علم و زہد کے لحاظ سے اس کے حال کے مناسب سوائے ذلت اور تواضع کے اور کچھ نہیں۔ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ قرآن مجید کی ان آیات کے معنی جان لے جو اس کی اصل حقیقت کو بیان کرتی ہیں۔ یا ایک ہی آیت کے معنی جان لینا بھی کافی ہو سکتا ہے: قُلِ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرُ... إِذْ أَشَاءَ أَنْشُرَهُ (عہد ۸: ۱۷-۲۲)۔ فرض کرو ایک مجرم ہزار کوڑے کی سزا کا مستحق ہے اور ایک جیل میں قیدی ہے اپنے نہیں کب اور کیا فیصلہ ہو گا۔ کیا وہ شخص دوسرے قیدیوں پر تکبر کرے گا یا اپنی جان کی فکر میں ڈوب رہے گا!

عملی علاج یہ ہے کہ علانیہ مشقت اور ریاضت کر کے، صرف خدا کے واسطے تواضع کی روش اختیار کرو۔ حضورؐ زمین پر کھانا کھاتے اور فرماتے کہ میں بندہ ہوں، زمین سے لقمہ اٹھا کر کھا لیتے، کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے۔ سلام میں پہل کرتے، خصوصاً بچوں اور عورتوں کو اپنے سے کم تر لوگوں کو ان کو آگے رکھتے، مجلس میں اچھی جگہ بٹھاتے۔ جو فعل کبر کا ہو ہمیشہ اس کے خلاف کرو۔ احسان کے عمل کی تاخیر دل پر ضرور ہوتی ہے۔

علم و عقل اور زہد و عبادت کے کبر کا علاج آسان نہیں، نہایت محنت و شدت سے ہی ممکن ہے۔ اس کبر کے علاج کے لیے دو باتیں اچھی طرح یاد رکھو: ایک یہ کہ جتنا علم زیادہ ہو گا، اتنا ہی اللہ کی طرف سے حساب اور مواخذہ زیادہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو گدھے اور کتے سے تشبیہ دی ہے۔ عالم کو نہ چاہیے کہ وہ اپنے کو صحابہ سے بڑھ کر سمجھے۔ دیکھو ان میں سے بعض فرماتے کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی، اور بعض کہتے کاش میں گھاس کا تنکا ہوتا۔

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ عالم و عابد اپنے نفس کو قاسق اور بدعتی سے کم تر کیسے سمجھے؟ عالم، کافر پر تکبر اس لیے نہیں کر سکتا کہ ہو سکتا ہے کافر ایمان لائے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور عالم گمراہ اور کافر ہو کر مرے۔ بس اصل بڑائی تو آخرت کی ہے اور اس کا حال معلوم نہیں۔ اسی طرح جاہل کو دیکھے تو سوچے کہ اس نے تو جہالت کے باعث اللہ کی نافرمانی کی اور میں نے جانتے بوجھتے نافرمانی کی۔ عالم کو

